چھاپ غلام محمد نور محمد

۷۸۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

چوں کرد صرف راہِ تو نقدِ حیاتِ خویش
یعقوب را بعشق تو صرفی شدہ ست نام (صرفی)

جامع الکمالات

امام اعظم ثانی مولانا حضرت الشان شیخ یعقوب صرفی

رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ:- محمد طیب صدیقی پروفیسر

بسعی کوشش پیرزادہ غلام بہاء الدین نوری و ملک غلام رسول ٹھیکدار

بفرمائش

غلام محمد نور محمد تاجران کتب زینہ کدل سرینگر

بروکاو پریس

کاتب محمد حسن ثانی اندرونی

ول ۵۰۰

کسی بڑی ہستی کی سوانح حیات لکھنے کی غرض و غایت ایک انگریز شاعر نے ایک نظم میں بہت اچھی طرح بیان کی ہے۔ ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔
"بزرگوں کے سوانح حیات اور زندگیوں کا مطالعہ ہمیں اس امر پر آمادہ کرتا ہے کہ ہم بھی اپنی زندگی کو اعلےٰ و افضل بنا سکتے ہیں۔ اور دنیا سے گذرتے ہوئے اپنے پیچھے وقت کی ریت پر ایسے آثار چھوڑ سکتے ہیں۔ جن کو دیکھکر وہ شخص جو بحر زندگی کی متلاطم لہروں کے ساتھ مقابلہ کرتا سفر کر رہا ہو۔ اور اکیلا کسی شکستہ تختے پر طوفان اور امواج کے تھپیڑوں کے رحم و کرم پر ہو۔ پھر ہمت حاصل کرے۔"
یہ غرض ہمیشہ سوانحات کے لکھنے والوں کے مد نظر رہی ہے۔ اور راقم نے بھی اسی غرض سے قلم اٹھانے کی جسارت کی ہے۔ ورنہ کجا شیخ الامم جامع الکمالات ابو حنیفہ ثانی اور کجا میں۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ میری بساط ہی کیا ہے۔ کہ اس بڑے فاضل اجل۔ عالم باعمل۔ مرشد بے بدل۔ فقیر بے مثل۔ اور صوفی اکمل کی زندگی کے حالات سپرد قلم کروں۔ علاوہ اس کے یہ دکھانا بھی مقصود ہے۔ کہ پینتیس ۳۵ سال کی سکھا شاہی اور ایک سو سال کی ڈوگرہ شاہی میں کسطرح کشمیری مسلمانوں کو جن کے علم و فضل رشد و ارشاد ابلاغ و تبلیغ کی شہرت تمام عالم اسلام میں ضرب المثل تھی۔ ناخواندہ جاہل اور بے ہنر بنا دیا۔ کسطرح ہم اس ملی ورثہ سے محروم رہ کر سابقین اور بزرگان دین کے بارے میں غلط ملط حالات کے حامل بنے۔ کسطرح ہم بزرگوں کے نام سب و شتم کرنے پر ادھار کھائے بیٹھنے کے مرتکب ہونے لگے۔ اس امر میں مجھے ایک اور غیر متوقع بات بھی محرک ہوئی۔ جبکہ میں نے ڈرامہ۔ "حبہ خاتون"۔ بھی جو کہ مرتبہ پروفیسر محمد مجیب شیخ الجامعہ دہلی تھا اور جو کہ غلام احمد مہجور انجہانی کی سوانح عمری حبہ خاتون پر مبنی تھا حضرت جامع الکمالات صوری و معنوی۔ ابو حنیفہ ثانی۔ شیخ الامم حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی رح کی

شان میں توہین آمیز الفاظ استعمال کئے ہوئے دیکھے۔ مجھے وہ کتاب دیکھ کر دلی صدمہ ہوا۔ اور اسد اللہ صاحب کاظمی ناظم تعلیمات کی نوٹس میں یہ بات لائی۔ بلکہ ڈرامہ مذکور میں جو تاریخی اسقام اور اوہام تھے۔ ان پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب موصوف پر اسی بات کا انکشاف کیا۔ کہ اگر اس ڈرامہ کو سٹیج کیا گیا۔ تو عوامی حکومت کے برخلاف جذبۂ نفرت پھیل جانے کا احتمال ہی نہیں۔ بلکہ تیقن ہے کیونکہ تمام مسلمانوں میں ایک مذہبی ہیجان پیدا ہو جانا یقینی تھا۔ جناب پیرزادہ غلام محی الدین صاحب نوری سجادہ نشین زیارت حضرت صرفی رح اور خواجہ غلام الدین صاحب گانی صدر انتظامیہ کمیٹی نے اس امر میں میرا ساتھ دیا۔ اور جناب شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ وزیر اعظم۔ جناب آنریبل ڈپٹی پرائم منسٹر بخشی غلام محمد صاحب اور مولانا دبا الفضل اور مولانا مولوی محمد سعید مسعودی کی نوٹس میں یہ باتیں بروقت لائیں۔ اور صاحبان موصوف نے تمام مسلمانوں کی دلجوئی کرتے ہوئے اس ڈرامہ کو سٹیج نہ کرنے کا یقین دلایا۔ بلکہ جناب قائد اعظم نے اس ڈرامہ کی بندش اور اس کتاب کی ضبطی کے احکام بھی صادر فرمائے۔ اس واقعہ نے بھی مجھے اس امر پہ آمادہ کیا۔ کہ باوجود اپنی بے بضاعتی ہیچمیرزی اور ہیچمدانی کے جناب صرفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات تاریخی رنگ میں مختصر طور پر شائع کر دوں۔ اگر کہیں کوئی سہو یا فروگذاشت ہوئی ہو۔ قارئین کرام سے امید ہے کہ مجھے آگاہ فرمائیں گے۔ اور اس طرح شکر کرنے کا موقعہ دینگے۔

الراجی الی رحمۃ اللہ تعالیٰ

محمد طیب صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً و مسلماً

اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری

سوانح حیات لکھنے سے پہلے یہ امر ناگزیر ہے۔ کہ میں اُس ماحول کو بھی بیان کردوں
جس ماحول کے ہوتے ہوئے حضرت صرفی رح پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ سلطان زین العابدین
کے بعد شاہمیری خاندان کا عروج رو بہ زوال آچکا تھا۔ اور ان کے بعد ایک ادنے گھرانے کے
افراد یعنی چک خاندان کے ہاتھ میں زمامِ حکومت آئی تھی۔ میر شمس عراقی نے خراسان سے
آکر سلطان حسن شاہ اور سلطان محمد شاہ کشمیری کے عہدِ حکومت میں دربار کی ریشہ دوانیوں
سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ابتداءً بطور تقیہ اور پھر علانیہ طور پر شیعیت کی تبلیغ شروع
کی تھی۔ اور یہاں شیعہ و سنی جھگڑے کی بنیاد ڈالی تھی۔ یوسف شاہ چک اور اس کے
بیٹے یعقوب شاہ نے شاہ طہماسپ صفوی اور شاہ عباس صفوی جیسے شیعہ بادشاہان
ایران کی پیروی کرتے ہوئے کشمیر میں اہل سنت و الجماعت پر سختیوں اور مصائب کے
پہاڑ توڑ ڈالے تھے۔ بعض ضعیف الایمان سنی بھی ان کے دامِ تزویر میں آکر شیعہ بن چکے
تھے۔ بعض اپنے سنی اعتقادات کو چھپاتے ہوئے ظاہری طور پر شیعگی کا التزام کرتے تھے
اکثر سنیوں نے ہجرت اختیار کی۔ جناب حضرت سلطان العارفین رح شیخ حمزہ مخدوم
کشمیری، حضرت خواجہ طاہر رفیق اشائی رح اپنے خلفاء کو لیکر دیہات کی طرف روانہ
ہوکر ان ظالم و جابر بادشاہوں سے چھٹکارا حاصل کرنے اور کشمیر کو ان کے جور و تعدی سے
آزاد کرنے کے منصوبے سوچتے رہے۔ حضرت شیخ بابا داؤد خاکی رح ملتان اوچہ کیطرف
زیارتِ مزاراتِ پیرانِ طریقت کے عازم ہوئے۔ بابا فتح اللہ کشمیری نے سیالکوٹ کی
راہ لی۔ اسی طرح حق گویوں اور حق اندیشوں کی جماعت بیک بینی و دو گوش [illegible]

مغدوب ملا کی طرف چل پڑی ۔ قاضی میر موسیٰ کو حق گوئی کی پاداش میں جس حق گوئی کی
حقانیت، بابا خلیل خان مرجان پوری اپنے تاریخ کشمیر میں باوجود شیعوں کا امام
ہونیکے تسلیم کرلیتا ہے ۔ یعقوب چک نے سرِ اجلاس شہید کرایا ۔ اور اپنی رقاصہ
حبّہ خاتون (وہ صرف رقاصہ تھی ۔ یعقوب چک کی ملکہ نہیں تھی ۔ بحوالہ تاریخ بابا خلیل جو کہ
اس بارہ میں مستند تسلیم کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ شیعہ گروہ کا امام بھی تھا ۔ اور یعقوب
چک کا خاص درباری بھی) کو لیکر راگ رنگ ۔ رقص و سرود کی محفلوں میں رنگ رلیاں مناتا
رہا ۔ حضرت صرفی رح سیاحتِ ممالک اسلام سے واپس تشریف لائے تھے ۔ اور یہ حالات دیکھتے
ہوئے ہمعصر فضلاء و اولیائے کرام کے ساتھ مشورہ کرکے چند با اقتدار اہل الرائے اصحاب کو
ساتھ لیکر دربار اکبری میں پہنچے ۔ اور اکبر کے ساتھ عہد و پیمان کرکے خاص اسی طرح افواجِ
اکبری کو کشمیر میں لائے ۔ جسطرح کہ قبائلی افواج کے شر سے کشمیر کو بچانے کیلئے شیر کشمیر
شیخ محمد عبداللہ نے ہندوستان کی غیر مذہبی حکومت سے امداد طلب کرکے فتح و
نصرت کا جھنڈا گاڑ دیا ۔

حضرت صرفی رح کی ولادت

تاریخ حسن ۔ وجیز التواریخ ۔ تاریخ اعظمی اور فتحات کبرویہ
مؤلفہ شیخ عبدالوہاب نوری کے رو سے حضرت صرفی رح
سنہ ۹۲۱ھ مطابق ۱۵۲۱ء حضرت شیخ میر حسن گنائی عاصمی کے گھر میں پیدا ہوئے
"شیخ ہے" سے ان کی تاریخ ولادت نکلتی ہے ۔ انکے والد کے سات فرزند میر کمال الدین،
میر یعقوب، میر محمد شریف، میر نوروز، میر محمد، میر ابراہیم، میر حیدر تھے ۔ اسی طرح
حضرت صرفی رح پانچ چھوٹے برادروں سے بڑے اور میر کمال الدین سے چھوٹے تھے ۔
حضرت شیخ میر حسن گنائی عاصمی کا سلسلہ نسب حضرت عاصم رض بن حضرت امیر المومنین
وامام المسلمین حضرت عمر ابن الخطاب رض تک پہنچتا ہے ۔ یہی وجہ ہے ۔ کہ اس خاندان کا نام
عاصمی پڑگیا ۔ گنائی سنسکرت لفظ ہے ۔ اور وہی معنی رکھتا ہے ۔ جو کہ عربی میں وزیر اور

کاتب کے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت صرفی رح کا خاندان نہ صرف
زہد و تقویٰ میں ممتاز تھا۔ بلکہ علم و فضل۔ دربارداری اور سیاست دانی میں بھی
اقرانِ اعیان سے سبقت لے گیا تھا! اور اُن کے خاندان کے افراد کو گنائی "دبیرِ
قلمرو" کا خطاب شاہانِ وقت کے دربار سے ملا تھا۔ ان کے دادا میر محمد علی العاصمی
اور پردادا میر بایزید العاصمی سلطان زین العابدین کے دربار کے درخشندہ ستارے
تھے۔ اور ان کو امیر القوم کا خطاب سلطان نے دیا تھا۔ بلکہ دربار اکبری میں بھی
حضرت صرفی رح شیخ الامم کے ممتاز خطاب سے مخاطب کئے جاتے تھے۔ ان وجوہات
اس خاندان کے نام پر سلاطین وقت نے جاگیر بھی رکھی تھی۔ جو کہ تین گاؤں موضع
گیرو، بیل تحصیل بلوہہ اور موضع کاٹھ پورہ تحصیل ہندواڑہ پر مشتمل تھی۔
جن کے پٹہ جات اور دیگر متعلقہ کاغذات خاندانی سجادہ نشینانِ زیارتِ
حضرت صرفی رح کے پاس موجود و محفوظ ہیں۔ یہ جاگیرات سکھا شاہی حکومت تک
باقاعدہ سجادہ نشینان زیارت حضرت ایشان کے قبضہ میں تھے۔ اور ان کی آمدنی
خانقاہ جناب صرفی رح کی ترمیم اور عرس اور لنگر کے مصارف ادا کئے جاتے تھے۔
ان باتوں سے صاف ظاہر ہے! کہ حضرت صرفی رح دنیا کی تمول کے ساتھ ساتھ دینی
اور مذہبی دولت سے پوری طور پر بہرہ ور تھے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

حضرت صرفی رح نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم کو حفظ کیا۔ اور اسی عمر میں شعر بھی کہنے لگے خود فرماتے ہیں

چو در سالِ ہفتم نہادم قدم ز طبعم روان گشت شعر عجم
پدر کرد در اصلاح اشعارِ من به اصلاح او بود مددگار من

اس کے بعد ملا محمد آنی رح کے شاہی درسگاہ میں جہاں اُس وقت کے بڑے بڑے امراء
و صلحاء کے نونہال زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتے تھے۔ داخل ہوئے۔ ملا آنی جیسے استاد سے

اگر کشمیر میں ہی سکونت پذیر ہوئے۔ اور یہیں وفات پا گئے۔ مزار پُر انوار حضرت
شیخ بہاؤ الدین گنج بخش رح کی جوار میں مدفون ہیں۔ ملا آفی حضرت شیخ رح نور الدین
عبدالرحمٰن جامی رح کے شاگرد رشید تھے۔ اُن کی درسگاہ میں حضرت صرفی رح اپنے تمام
ہم چشموں سے گوئے سبقت لے گئے۔ یہاں تک کہ نہ صرف ہم عصر ہم عمر و نادر الکلام
بلغاء اور شعرا بلکہ فاضل استاد بھی ان کی ذکاوت و ذہانت۔ فہم و فراست اور عقل و
کیاست کے قائل ہو کر حضرت صرفی رح کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوئے
اور پیشگوئی فرمائی۔ کہ حضرت صرفی رح جامی ثانی کے لقب سے مخصوص ہونگے۔
ملا آفی رح کی وفات کے بعد حضرت صرفی رح ملا بصیر خندہ بونی رح کے حلقۂ شاگردی میں آئے
اس مدرسہ کے فارغ التحصیل جناب شیخ بابا داؤد خاکی رح اخوند ملا شمس الدین پال رح
اور جناب صرفی رح جیسی متعدد ہستیاں تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت صرفی رح نے
مولانا میر رضی الدین صدر المدرسین سے بھی تلمذ حاصل کیا۔ غرض کشمیر کے اُس وقت کے
اُستادوں سے جو کہ علوم منقول و معقول کے علاوہ علم تصوف میں بھی کامل تھے۔
اٹھارہ سال کی عمر تک تحصیل علم کر کے علمی تبحر۔ دقیقہ شناسی۔ باریک بینی
شعر و سخن۔ زہد و تقویٰ اور سلوک و تصوف میں کمال حاصل کیا۔ حضرت صرفی رح
ایک باوقار جاگیردار کے فرزند تھے۔ لیکن آپ والدین اور دادا کی نگرانی میں طرز عمل
تہذیب اخلاق اور پاکیزگی کیریکٹر کے لحاظ سے یکتائے روزگار بنے۔ ان کے سپرد
جاگیر کی نگرانی ہوئی۔ وہاں کی سوسائٹی سے تنگ آ کر واپس آئے۔ اور صبح سویرے
خانقاہ معلی کی راہ لی۔ فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں روحانی جذبہ کی کشش
ہوئی۔ بیخود ہو کر ایسا منظر دیکھا۔ جس سے کہ خدا طلبی اور سلوک الی اللہ کا
شدید جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوا۔ بیخودی کے عالم میں حضرت امیر کبیر
میر سید علی الہمدانی رض سید خلیل محتسب رح اور مخدوم شیخ کمال الدین حسین خوارزمی رح

ان پر جلوہ گر ہوئے۔ اور فجر کی نماز سے لیکر عصر کی نماز تک یہی حالت مدہوشی جسمیں
ایک روحانی لذت تھی۔ طاری رہی۔ دوسرے دن مخدوم شیخ کمال الدین حسین خوارزمی رح
کو واقعہ میں انہوں نے دیکھا۔ کہ فرما رہے ہیں۔ کہ ترک وطن کرکے خراسان اور خوارزم کا
سفر اختیار کرکے میرے پاس جلدی پہنچ جاؤ۔ اور عرفان کی شراب سے سرشار ہو جاؤ۔
تیسرے دن خانقاہ معلٰی میں نماز استخارہ پڑھکر کئی دفعہ حضرت امیر رض اور حضرت
مخدوم خوارزمی رح کے دیدار سے واقعات میں محظوظ رہے۔ اور سلوک الی اللہ اور
مرشد کی تلاش کا جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوا۔

حضرت صرفی رح کا خدا طلبی کیلئے سفر

حضرت صرفی رح امیرزادگی اور دنیائی تموّل پر لات مار کر عالمانہ جاہ و
جلال کو نظر انداز کرکے باوجود صغر سنی کے سفر کی تیاریوں میں مصروف رہے۔ والدین نے
مزاحمت کی۔ لیکن ان کی روک تھام کارگر نہ ہوئی۔ استاد اخوند ملا بصیر نے آپ کے
والدین کی استدعا پر ممانعت کی۔ لیکن وہ بھی جناب امیر کبیر رض کی چشم نمائی سے
متنبہ ہوئے۔ والد بزرگوار کو خداوند کریم نے چشم بصیرت عنایت فرمائی تھی
تاڑ گئے۔ کہ مشیّت ایزدی سے ان کے فرزند کو علم ظاہری کے ساتھ علم باطن
سے بھی آراستہ ہونا مقدّر ہے۔ آخر کار وہ بھی مان گئے۔ اور رخصت دیدی۔ حضرت صرفی رح نے میر نوروز اپنے برادر اصغر یوسف کو کہ۔ بوڑھا صوفی اور شیخ بہرام
اپنا ہمسفر بنایا۔ اور بانہال کا خطرناک اور دشوار گذار رستہ باوجود شدید
برفباری کے خراسان اور ماوراء النہر کا سفر محض خدا طلبی۔ حقیقت شناسی اور
معرفت حاصل کرنے کیلئے اختیار کیا۔ وطن۔ اعزہ واقرباء۔ والدین اور دوست و
احباب سے مفارقت برداشت کرتے ہوئے اشتیاق اور عشق میں استقلال دکھایا
دوران سفر میں تبلیغ اسلام کرتے ہوئے رشد و ارشاد سے لوگوں کو مستفید

فرماتے رہے۔ اور غیر مسلموں پر محض توحید پرستی اور اسلام کی عالمگیر خوبیاں واضح فرما کر
اسلام کا سکہ بٹھاتے رہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے منادر کو مساجد میں تبدیل کر لیا۔ جب
سیالکوٹ پہنچکر مولوی محمد سیالکوٹی نے بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ استقبال کیا
اور اپنے پاس بطور مہمان رکھا۔ یہاں بھی حضرت صرفی رح تبلیغ و اشاعت اسلام میں
منہمک رہے۔ یہاں سے کوچ کر کے لاہور پہنچے۔ اور وہاں صدر الدین قاضی شہر نے
پُرتپاک استقبال کرتے ہوئے لوازم مہمانداری بجا لایا۔ چند دن یہاں قیام کر کے
کابل کیطرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں ایک فاضل اجل ملا محمد ابن لاری کے دولتخانہ میں
فروکش ہوئے۔ وہ پوری ارادت اور عقیدتمندی سے پیش آئے۔ کابل سے چلکر بدخشان
بلخ اور غور جیسے مشہور شہروں سے ہوتے ہوئے سمرقند پہنچے۔ جہاں حضرت مخدوم
شیخ کمال الدین حسین خوارزمی رح کا وطن مالوف تھا۔ جب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے
تو جذبۂ باطنی کے مطابق حضرت مخدوم رح نے اُن پر خاص نوازش فرمائی۔ کہ دوسرے
طالبانِ خدا کو وہ اپنے سات خلفا کے سپرد کرتے تھے۔ لیکن حضرت صرفی رح کا خود
استقبال فرماتے ہوئے اُن کو اپنے خاص حجرہ میں لے گئے۔ دل کی طہارت اور قطع
ماسوائے اللہ کیلئے چند خدمتیں حضرت صرفی رح کے سپرد ہوئیں۔ جو خدمات انہوں نے
باحسن وجوہ انجام دیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مرشد کامل نے مسرور و مطمئن ہو کر اور
اوراد و وظائف کا پروگرام اور ذکر و فکر کا کام انہیں عطا کیا۔ یہاں تک کہ حقائق و
معارف کے دروازے اُن پر کماحقہ کھل گئے۔ مجاہدہ اور نفس کشی سے ان کا نفس
مبارک منور ہوا۔ اور انہوں نے مرشد کامل کے دستِ حق پرست پر بیعت کی
اور اُن سے ارشاد نامہ حاصل کیا۔ خود فرماتے ہیں ؎

تعجب مکن گر مرا نیز پیر ۔۔۔ در اندک زمان ساخت روشن ضمیر
زمانیکہ گردید عالم فروز ۔۔۔ نبودہ ست جز مدت بیست روز

کچھ مدت بعد والدین اور احباب سے ملاقات کی۔ غرض مرشد کامل سے رخصت حاصل کر کے کشمیر واپس آئے۔ اور یہاں پر رشد و ارشاد میں مصروف رہے۔ کچھ دیر ٹھہر کر پھر مرشد کامل کا شوق زیارت دامنگیر ہوا۔ درگجن کی خانقاہ میں معتکف تھے۔ میر محمد کو یعقوب چک نے اُنکے شہید کرنیکے لئے مامور کیا۔ اور وہ وہیں آیا۔ لیکن حضرت صرفی رح کی نظر کیمیا اثر سے وزدی سے قطبیت کے درجے پر پہنچا۔ اور میر محمد خلیفہ کے لقب سے ملقب ہوا۔ کہ مرشد کامل نے زیارت حرمین کیلئے روانہ ہوئے ہیں۔ بغداد کے راستہ سے انہوں نے سفر حجاز اختیار کیا۔ وہاں پہنچکر علوم دین کا جہاں جہاں کوئی سرچشمہ دیکھا۔ اُس سے سیراب ہوئے۔ مکہ شریف میں علامہ ابن حجر مکی سے علم حدیث بھی پڑھا۔ اور باضابطہ سند حدیث حاصل کرتے ہوئے اجازت حاصل کی۔ وہاں کے دار العلوم میں مولوی عبد العزیز اور مولوی محمد خلیل سے بھی استفادہ علم کیا۔ شیخ محمد حسن مکی سے فصوص الحکم اور شیخ فتح اللہ مدنی سے فتوحات مکیہ مدرس پڑھا۔ حج بیت اللہ سے فراغت حاصل کر کے ایران پہنچے۔ شاہ طہماسپ صفوی متعصبانہ مذہبی جنون سے جبراً اہل سنت کو شیعہ بنا رہا تھا۔ یہ دیکھکر آپ رح اُس کے دربار میں حاضر ہوئے۔ علمائے اہل تشیع کو ہر ایک مسئلے میں قائل کر دیا۔ اور شاہ طہماسپ کو جبر و استبداد سے روک کر تمام علمائے ایران سے اپنے علم و فضل کا لوہا منوایا۔ اور اکثر اس قسم کے مرتدین کو پھر دائرہ اہل سنت میں لایا۔ وہاں سے مشہد مقدس میں امام موسیٰ رضا رض کے مزار پُر انوار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ مگر وہاں بھی اہل سنت کی حمایت کی اور شیعہ علماء کو دلائل و براہین سے تنگ و لاجواب کر دیا۔ مشہد مقدس سے امام موسیٰ علی رضا رض کا عصا اور بغداد سے کلاہ مبارک حضرت سلطان بایزید بسطامی رح بطور تبرک اپنے ساتھ لائے۔ ہندوستان پہنچکر گجرات میں قیام فرمایا۔ اور حضرت امام ابو حنیفہ رض کی نسل سے ایک بزرگ کے دولتخانہ پر اترے۔ اُس بزرگ نے

اپنے جد امجد حضرت امام ابو حنیفہ رضہ کا جبۂ مبارک بطور ہدیہ پیش کیا۔ جو کہ وہ اپنے ساتھ لائے۔ اور اسوقت تک موجود ہے۔ آگرہ پہنچکر واقع میں ایک دن انہوں نے حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور مخدوم شیخ حسین خوارزمی رح کو دیکھا۔ رسول مقبول صلعم نے اپنے خاص لباس میں سے ایک کرتہ آپ کو عنایت فرمایا۔ جو کہ واقعہ سے بیداری پر اُن کے زیبِ تن تھا۔ حضرت همرنی رح سے وہ جامۂ مبارک خواجہ حبیب اللہ نوشہری رح کو اور انہوں نے خواجہ زین الدین علی دار کو عنایت فرمایا۔ جو کہ اُن کی زیارت پر موجود ہے۔ آگرہ سے فتحپور سیکری تشریف لائے۔ اور شیخ محمد سلیم چشتی رح سے پے در پے ملاقاتیں کیں۔ چشتیہ سلسلہ کا ارشاد اُن سے حاصل کرتے ہوئے خواجہ معین الدین چشتی رضہ کی چند متبرک یادگاریں اُن سے حاصل کیں۔ اور سلسلۂ کبرویہ کا ارشاد انہیں عطا کیا۔ سرہند پہنچکر حضرت امام ربانی مجدد الفثانی شیخ احمد سرہندی رح کو اجازت سلسلۂ کبرویہ سند حدیث اور ہدایات و ارشادہ سے مستفید کیا۔ اس کے علاوہ سیاحت کے دوران میں دیگر مقاموں میں مثلاً کابل میں میر محمد عرب رح سید میر عبداللہ رح قاضی ابو المعالی رح مولوی خورد رح علامہ جلال الدین دوانی رح علامہ محمد لاری رح سے بدخشان میں شیخ محمد علی رح درویش محمد امین قندوزی رح اور شیخ شمس الدین شتکی رح سے رستاق میں شاہ یوسف مجذوب رح سے۔ بلخ میں محمد زاہد بلخی رح اور حاجی دوست محمد خان رح سے نارنول میں شیخ نظام الدین نارنولی رح۔ قاضی محمد صالح رح۔ علامہ شاہ ابو الخیر رح اور خواجہ خورد رح سے فوائد روحانی سے فائز المرام ہوئے۔ حضرت شیخ سلطان علی اوہی رح سے بھی فیضیاب ہوئے ختلان میں جہاں حضرت امیر کبیر میر سید علی الھمدانی رح کا مرقد پُر انوار ہے تقریباً تین ماہ قیام کیا۔ خود فرماتے ہیں ؎

مشرف شدہ این فقیر حقیر ۔۔۔ بطوفِ مزارِ امیر کبیر رضہ

خواجہ نکنگی رح اور حاجی محمد پنبہ دوز بخارائی رح کی خدمت میں حاضر ہو کر تصوف و
سلوک اور معرفت کے رموز و نکات اور طریقۂ نقشبندیہ کے اذکار و افکار حاصل کئے
اور چند ایک تبرکات بھی ان حضرات سے انہیں عطا ہوئے۔ غرض سیر و سیاحت سے جتنے فوائد
ممکن تھے ان سے متمتع ہوئے۔ آجکل کا سفر کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ ذرائع سفر
بالکل آسان اور میسر ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ موجودہ ایجادیں بوجود ہی نہیں آئی
تھیں۔ حضرت صرفی رح کا سفر کرنا۔ سفر کی محنتیں اٹھانا۔ فاقہ کشی کرنا۔ دشوار گذار
پہاڑی سفر کی صعوبتیں۔ بے آب و گیاہ ریگستانوں کی شدتیں برداشت کرنا
واضح کر دیتا ہے۔ کہ حضرت صرفی رح کتنے مستقل مزاج۔ ثابت قدم اور اولوالعزم تھے
اور حضرت بانی اسلام جناب امیر کبیر رض کے بعد حضرت صرفی رح نے ہی اتنا طویل سفر
اختیار کیا۔ کشمیر میں مختلف سلاسل۔ تصوف و سلوک کی تعلیمات کی تبلیغ و
اشاعت میں سرگرم رہے۔ اور کشمیری مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی۔ تبلیغ
اسلام میں حضرت امیر کبیر رض کے نقش قدم پر چلے۔ یہاں تک کہ ایک مجدد کا کام باحسن وجوہ
انجام دیا۔ سلوک و راہ حق کے طالبوں کی تربیت میں ہر وقت منہمک رہے۔ ہدایت و
ارشاد کے مسند پر متمکن ہو کر ہزاروں کو عرفان و معرفت کی شراب طہور سے سرشار فرمایا
اور تقریباً ایکہزار طالبان کو ارشاد نامے عطا فرمائے۔ اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اسلامی
ممالک سے کتابیں خرید کر کے علوم کی نشر و اشاعت میں اور خود تصنیف و تالیف میں
مصروف رہ کر اسلام کی وہ خدمت کی۔ کہ باید و شاید جتنا بھی سرزمین کشمیر انکی ذات ستودہ
صفات پر ناز کرے بجا ہے۔ چونکہ کمالات ظاہری و باطنی سے بحد اتم متحلی و متجلی تھے۔
اسواسطے ان کو جامع الکمالات کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ علم و فضل۔ تصنیف و تالیف
تفقہ اور تجدید مذہب میں بے نظیر تھے۔ اسواسطے امام اعظم ثانی کے خطاب سے سرافراز
ہوئے۔ شعر و سخن میں بے بدل تھے۔ اسلئے استاد کی پیشگوئی کے مطابق جامی ثانی کا

لقب حاصل کیا۔ سیر و سیاحت کے لحاظ سے جناب امیر کبیر رض کی متابعت میں سفر کرتے
ہوئے ابن بطوطہ اور سعدی شیرازی سے کسی صورت میں کم نہ تھے۔ تصوّف کے
نکات اور سلوک کے رموز و آداب کا اکتساب اور پورا علم حاصل کیا تھا۔ اور اسکی
اشاعت میں صاحبان سلاسل کے نظیر تھے۔ خدمتِ خلق اللہ میں بے مثیل تھے
غرض کشمیر اور کشمیریوں کو بجا طور ان کی ذاتِ بابرکات پر فخر اور ناز ہے۔

حضرتِ صرفی رح کی شادی

حضرت صرفی رح کی شادی بسنِ پچیس ۲۵ سال ۹۵۳ھ میں سید علاء الدین ابن
سید قیام الدین جو کہ علاء الدین پورہ متصل زیارتِ شاہ قاسم حقانی رح سکونت رکھتے
تھے۔ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ محمد یوسف نامی ایک فرزند بھی پیدا ہوا۔ جو کہ جوانی
میں ہی ایک دختر فرخندہ اختر چھوڑ کر وفات پا گئے۔ اس صبیہ کا عقد میر احمد اسحاق
عاصمی فرزند میر محمد شریف عاصمی برادر ششم حضرت صرفی رح کے ساتھ ہوا۔ میر احمد اسحاق
حضرت صرفی رح کے مزارِ پُرانوار میں ہی مدفون ہیں۔ اُن سے حضرت میر محمد اسماعیل
پیدا ہوئے۔ جو کہ حضرت شیخ عبدالوہاب نوری رح کے پردادا تھے۔ اس سلسلہ میں
ضمیمہ کے طور پر حالاتِ خاندانِ نوری اس رسالہ کے آخر میں معتبر تاریخی کتب سے
اخذ کر کے دئیے گئے ہیں۔ سیاحت بلاد اسلامیہ سے کشمیر کی طرف مراجعت کرنے کے بعد
جناب صرفی رح نے دیکھا۔ کہ چک خاندان کے حکمرانوں نے جنہوں نے خاندان شہمیر کی
حکومت کو غصب کیا تھا۔ کشمیر میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ مذہبی جنون میں ایران کے
شیعہ حکمرانوں سے بھی کچھ آگے بڑھ گئے ہیں۔ رعایا کے جان و مال و مذہب غیر محفوظ
ہیں۔ لوگوں کو جبر و تشدد کا شکار بنایا جا رہا ہے۔ حکومت کے انتظام میں ہلاکن
انقلاب رونما ہوا ہے۔ دربار شاہی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کا مرکز بن گیا ہے۔
چونکہ خاندان کے شیعہ حکمرانوں نے اہل سنت والجماعت کو نیست و نابود کرنے کا

بیڑا اٹھایا ہے۔ یہ حالات دیکھکر علماء و فضلاء مشائخ اور سادات دارالخلافہ
بنگلہ مفصلات کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔ قاضی موسےٰ کو یعقوب چک نے صرف
اس بناء پر کہ انہوں نے اذان میں اشہد ان علیاً ولی اللہ خلیفہ بلافصل کا فقرہ
شامل کرنیکا فتوےٰ جاری کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ سر دربار شہید کیا۔ اور ان کے
جسم کو ہاتھی کے دم سے باندھکر سارے شہر میں پھرا کر اپنی بربریت وحشیانہ پن اور
نااہلی کا ثبوت دیا تھا۔ اور خود بابا خلیل مرجان پوری کے بیان کے مطابق اپنی
رفاقہ حبہ خاتون کے ساتھ رنگ رلیوں۔ رقص و سرود اور شراب نوشی میں مبتلا
ہو کر ملک کے نظم و نسق سے لاپرواہ ہو گیا تھا جب حالات اس حد تک پہنچے تھے۔ تو
حضرت سلطان العارفین شیخ حمزہ مخدوم رح اور حضرت بابا داؤد خاکی رح وغیرہ کے
استحسان اور دیگر اہل الرائے اصحاب کے استصواب سے حضرت صرفی رح سیاست کے
میدان میں اتر آئے۔ اور چند معتقد اور دانشمند حضرات مثلاً بابا داؤد خاکی
حیدر خان۔ بہرام نیایک۔ اور فتح خان کو مع چند ایک رئیسوں کے ایک مکمل وفد
بنا کر سیر و سیاحت کے بہانے سے کشمیر سے نکل پڑے۔ اور دہلی کیطرف روانہ ہوئے۔
وہاں پہنچکر ہمک خاندان کی عموماً اور یعقوب چک کے نظلمات، بد انتظامی اور مذہبی
تعصب کی خصوصاً مکمل تصویر اکبر کے سامنے کھینچی۔ اکبر اور اس کے باپ ہمایوں کو
حضرت صرفی رح کے ساتھ گہری عقیدت و ارادت تھی۔ کشمیر کے معاملات میں
اکبر نے خاص وجوہات کی بناء پر دخل دینا ترک کر دیا تھا۔ لیکن چونکہ وفد حضرت صرفی رح
کی سرکردگی میں آیا تھا۔ اسواسطے اس احترام کی بناء پر جو حضرت صرفی رح کا اس کے
دل میں موجزن تھا۔ اکبر نے کشمیر کو ظالم کے پنجے سے چھڑانے کا تہیہ کر لیا۔ عہد
کے شرائط مرتب ہوئے۔ اور بادشاہ حضرت صرفی رح سے امداد ظاہری و باطنی کا
ملتجی ہوا۔ جس کا انہوں نے بطیب خاطر وعدہ فرمایا۔ عہد نامہ کے مرتب ہونیکے

بعد اکبر نے بسرکردگی مرزا قاسم خان چوبیس[۲۴] ہزار فوج۔ حضرت صرفی رح پر اعتماد کامل کر کے تسخیر کشمیر کیلئے روانہ کی۔ یہاں پہنچکر یعقوب چک کو ہارہ ترٹ کے میدان میں شکست فاش ہوئی۔ اور اکبری فوج فتح کے پھریرے اُڑاتے ہوئے ۹۹۴ھ مطابق ۱۵۸۶ء دار الخلافہ سری نگر میں داخل ہوئی۔ اور لوگوں کو چک خاندان کے ظلم و ستم سے آزاد کیا۔ حضرت صرفی رح کی دُور رس پالیسی اور جدّ و جہد کا نتیجہ تھا۔ کہ اکبری فوجیں فاتحانہ حیثیت میں کشمیر آئیں۔ اور متعصّب ظالم و جابر۔ چک حکمرانوں کے استبداد کا خاتمہ ہوا۔ اور دوبارہ باشندگانِ کشمیر کو امن و امان۔ خوشحالی۔ فراغبالی۔ اطمینان و آرام کا منہ دیکھنا نصیب ہوا۔ ادھر سے فراغت حاصل کر کے حضرت صرفی رح دوبارہ زیارت بیت اللہ کے ارادے عازم ہوئے۔ اور اُسی وقت علم حدیث کی ان کتابوں کا ذخیرہ اپنے ساتھ لائے جن کو کہ چک خاندان کے متعصب حاکموں نے نیست و نابود کیا تھا۔ جس طرح حضرت امیر کبیر رض نے اس خطہ میں چراغ ہدایت روشن کر کے تبلیغ اسلام و ترجیہ مذہبی کی تھی۔ اسی طرح حضرت سلطان العارفین محبوب العالم حضرت شیخ حمزہ مخدوم کشمیری رح۔ حضرت صرفی رح اور حضرت خاکی رح نے شیعہ ناصبوں اور بدعتیوں کے ساتھ جہاد کرنے میں ثابت قدمی اور استقلال دکھایا۔ یہاں تک کہ پھیلے ہوئے بدعات و رسومات قبیحہ کی بیخکنی کی۔ خالص اہل سنت والجماعت کی تربیت اور رشد و ارشاد میں عمر شریف کا اکثر و بیشتر حصہ گذارا۔ اور خدمت اسلام و تعلق اللہ کرتے ہوئے لاکھوں بندگانِ خدا کے دلوں کو معرفت کے نور سے منور کر دیا۔ اگرچہ اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں باقی علماء و سادات اولیائے کرام اور صوفیائے عظام مصروف رہے لیکن حضرت امیر رض و حضرت سلطان رح اور حضرت صرفی رح کا کام اور جد و جہد کا درجہ ایک امتیاز مخصوص ہے۔

حضرت صرفیؒ کی وفات

تمام مؤرخین اس بارے میں متفق ہیں۔ کہ حضرت صرفیؒ ۱۰۰۳ھ مطابق ۱۵۹۲ء میں رحلت کر گئے حضرت صرفیؒ کا سن تر ہتر ۷۳ سال تھا۔ تاریخ وفات ان کے خلیفہ خاص خواجہ حبیب اللہ نوشہریؒ نے "اوّل و آخر چراغ ببین" کہکر چ درغ سے اخذ کی ہے۔ "افضل انام" "ید حافظ۔ فخر الانام" "شیخ امم بود" "شیخ الباطن" سے بھی تاریخ وفات حاصل ہوتی ہے۔

حضرت صرفیؒ کے تصنیفات

یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ حضرت صرفیؒ علم وفضل میں یکتائے زمانہ تھے۔ اور دنیائے اسلام کے ہمعصر علما میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ چنانچہ ابو الفضل دربار اکبری میں اور ملا عبد القادر بدایوانی اپنے منتخب التواریخ میں اور فیضی اپنے تصانیف میں ان کو علیم ظاہری و باطنی کا سرچشمہ۔ علم وفضل میں سب سے بڑی سند اور فصاحت و بلاغت میں استاد کامل۔ سلوک تصدیق میں مرشد ارشد تسلیم کرتے ہوئے ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ ان کے علمی تبحر اور فضیلت کا شہرہ تمام عالم اسلام میں زبان زد خاص و عام تھا۔ اور ہر جگہ انہوں نے اپنے فیضان علمی سے مسلموں کو فیضیاب کر دیا۔ لیکن خطۂ کشمیر میں محترم اور اولوا العزم بزرگوں میں جنہوں نے عمر بھی نہ صنعتی، تصنیفات و تالیفات کا سلسلہ کتابی صورت میں بطور یادگار علمی چھوڑ دیا۔ وہ حضرت حضرت صرفیؒ کی ذات بابرکات ہے۔ ایران کو فردوسی کی مثنوی شاہنامہ کے ساٹھ ہزار ابیات پر ناز ہے۔ اور شاہنامہ کو ایک قومی رزمیہ کے طور پر مانا جاتا ہے۔ حالانکہ فردوسی نے دنیوی لالچ اور معاوضہ کی خاطر اس کتاب کو لکھا۔ اور پھر اس میں اکثر تاریخی حالات جھوٹے افسانے اور دیو و پری کی حکایات کے بغیر کچھ بھی نہیں لکھا۔ حضرت صرفیؒ نے

نہ صرف ساٹھ ہزار ابیات سے زائد ابیات لکھے۔ بلکہ تمام اصنافِ سخن پر طبع آزمائی فرمائی۔ ان کے کلام میں مثنویاں بھی ہیں۔ غزلیات بھی۔ رباعیات بھی ہیں۔ قصائد بھی ہیں۔ مناجات بھی ہیں اور نعوت بھی۔ غرض انہوں نے نظم و نثر میں وہ گل کھلائے۔ جو رہتی دنیا تک سرسبز و شاداب رہتے۔ اگر کشمیر کے لوگوں میں جذبہ محسن شناسی موجود ہوتا۔ کیونکہ ان جواہرات سے بھرے ہوئے خزانہ اور علمی دفینہ کو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آجتک عوام کے سامنے آنے کا موقعہ ہی نہ ملا۔ بلکہ حضرت صرفی کی تمام تصانیف قلمی نسخوں کی صورت میں حضرت صرفی رح کے جانشینوں کے پاس موجود ہیں۔ اور زمانہ کے دستبرد سے محفوظ۔ صرف مغازی النبی، روایح اور لیلے مجنون ایک دفعہ چھپ گئے ہیں۔ اور ان کی پہلی اشاعت ہی ختم ہو چکی ہے۔ قارئین فہرست ذیل سے جو کسی طرح مکمل نہیں اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت صرفی رح کا ذکی دماغ کس استعداد اور قابلیت کا حامل و مالک تھا۔ شروع میں ہی بتایا گیا ہے۔ کہ ملا محمد آنی رح نے جو کہ حضرت صرفی رح کے اُستاد اور حضرت جامی رح کے شاگرد رشید تھے۔ حضرت صرفی رح کی خداداد ذہانت۔ فطانت اور ذکاوت طبع دیکھکر پیشگوئی کی تھی۔ کہ حضرت صرفی رح جامی ثانی ہونگے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی اس وقت حرف بحرف پوری ہوئی۔ جبکہ خمسہ جامی رح کے مقابلہ میں حضرت صرفی رح نے پانچ مثنویاں تصنیف فرمائیں۔ حضرت نظامی رح امیر خسرو رح اور حضرت جامی رح کے خمسے لکھنا چنداں تعجب خیز امر نہیں تھا۔ کیونکہ ان حضرات کو تمام قسم کی آسانیاں میسر تھیں۔ حکمرانوں اور سلاطین ذوی الاقتدار ان کی سرپرستی اور قدردانی اپنا فخر سمجھتے تھے۔ رعایات و مراعات معاوضے اور صلے۔ اکرامات

انعامات کی بارش ان پر برستی رہی۔ اسی لئے دنیاوی تمول کے لحاظ سے وہ کافی سرمایہ کے مالک تھے۔ اور عمر بھر ان کا مشغلہ یہی رہا۔ حضرت نظامی رح کے قدر دانوں میں سے والی آذربائیجان قزل ارسلان سلجوقی۔ منوچہر شیروانی شاہ۔ عز الدین والی موصل۔ نصرۃ الدین ابوبکر پشکن جیسے تھے جو حضرت نظامی رح کے حکم کو سر آنکھوں پر بجا لاتے تھے۔ امیر خسرو رح کی سرپرستی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی فرماتے تھے۔ مولانا جامی رح کی قدر افزائی کا فریضہ ہرات کے مرزا سید علی حسین نے انجام دیا مگر حضرت صرفی رح کی شعر و سخندانی اور تصنیف و تالیف کا زمانہ وہ تھا۔ جب سلطان زین العابدین بڈشاہ رح کی وفات کے بعد ان کے جانشینوں سلطان محمد شاہ اور سلطان فتح شاہ کی خانہ جنگیوں اور نزاع و فساد سے ملک کے نظم و نسق میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ اور چک خاندان کے جاہل اور ناخواندہ حکمران عیش پرستی اور لہو و لعب میں لگے ہوئے تھے متعصب شیعہ حکمرانوں نے ملک میں ابتری پھیلا کر لوگوں کے جان و مال اور عزت کو ظلم و تشدد اور جبر و تعصب سے غیر محفوظ بنایا تھا۔ یہ حکمران خود بھی بڑے جاہل اور بے علم تھے۔ اور ان کے درباری بھی اسی رنگ میں رنگے گئے تھے۔ اس واسطے فطرتی طور پر یہ لوگ بجائے علماء، شعراء، صلحا و اولیا مصنفین اور مبلغین کی قدر و منزلت بڑھانے کے ان کے درپئے آزار رہے۔ علاوہ اس کے حضرت صرفی رح کے ذاتی مشغلے مثلاً علم و تعلم دینیات، مذہبیات سلوک اور تصوف کے مقامات کی تکمیل، معرفت اور خدا شناسی کے رموز و نکات کی عام تبلیغ سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہو کر جہالت ظلمت

اور غفلت کی تاریکی سے نکلکر نور اسلام اور رشد و ہدایت سے اپنے دلوں کو منور کرتے تھے۔ درس و تدریس کے علاوہ خانقاہ فیض پناہ حضرت امیر کبیرؒ کی تولیت کی مصروفیت بھی کچھ کم نہ تھیں۔ کیونکہ حضرت صرفی رح ساری عمر شرادف کے لئے خانقاہ معلیٰ کے متولی رہے۔ اور اس لئے ان کو اور ان کے جانشینوں کو ختمات اور عرائس کے موقعوں پر صف اوّل میں نشست حاصل کرنیکا امتیازی درجہ حاصل تھا۔ اور الی الآن ہے۔ اس کے علاوہ حضرت صرفی نے اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت بلادیہ اسلامیہ میں گذارا۔ باوجود ان شغلوں کے وہ اتنے صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ کہ شاید ہی کوئی عالم و فاضل صوفی یا ولی اس بارہ میں ان کے ساتھ برابری کر سکے۔ بلکہ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلامی دنیا کے ہمعصروں میں سے کبھی سلسلۂ تصانیف میں ان کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ ان کے پنج گنج یا خمسہ میں مندرجہ ذیل مثنویاں ہیں۔

(۱) مغازی النبیؐ — یہ سکندر نامہ نہیں۔ کہ کسی بادشاہ کی تعریف ہو بلکہ اگر اسے پیمبر نامہ کہیں۔ تو بجا ہے۔ کیونکہ اسمیں ابتدا میں اپنے سفر کے حالات اور پھر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات اور غزوات اور فتوحات حضرت صرفی رح نے درد انگیز پیرایہ میں بیان فرمائے ہیں۔ سن تصنیف ۱۰۰۰ھ اور مجموعہ ابیات ۳۴۲۲ ہیں۔

(۲) مسلک الاخیار | تاریخ تصنیف ۹۹۳ھ۔ تعداد ابیات ۵۰۰

معرفت اور حقیقت کے اسرار کا مخزن جناب حضرت امیرؓ کے مناقب کا معدن محامد و مکارم اخلاق کا منبع ہے۔

(۳) مقامات مرشد — اس مثنوی میں حضرت صرفی رح نے اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم عالم شیخ کمال الدین حسین خوارزمی رح کے حالات بیان فرمائے ہیں۔ یہ مثنوی بھی ۹۹۰ھ میں تصنیف ہوئی۔ تعداد ابیات کم و بیش ۳۵۰۰ ہے۔

(۴) واہق عذرا — تاریخ تصنیف ۹۹۳ھ تعداد اشعار ۳۵۰۰ اس میں ذکر و فکر۔ تواضع۔ توکل۔ قناعت۔ صبر و شکر کے بارے میں مقالے لکھے گئے ہیں۔ اور مجاز کی صورت میں حقیقت کا انکشاف کیا گیا ہے۔

(۵) لیلیٰ مجنون — یہ قصہ سوز و گداز۔ درد و راز ناز و نیاز اور سوز و ساز سے بھرپور ہے۔ سن تصنیف ۹۹۸ھ اور مجموعہ ابیات ۲۶۰۴ ہے۔

اسلامی دنیا حضرت نظامی رح کے خمسہ۔ امیر خسرو رح کے پنج گنج اور مولانا جامی رح کے ہفت اورنگ یا مولانا جلال الدین رومی رح کی مثنوی کو فخر کے ساتھ پیش کرتی ہے۔ کشمیر کے لوگ بھی حضرت صرفی رح کے پنج گنج کو دنیا کے سامنے افتخار اور احترام سے پیش کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کیونکہ یہ مثنویاں نکات و رموز تصوف اور شریعت و طریقت۔ معرفت و حقیقت کے اسرار سے ممد ہیں۔ اور ان میں حضرت صرفی رح نے حقایق اور معارف کو نئے نئے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

(۶) ذکریہ — اس میں اذکار و افکار کی فضیلت۔ ضرورت اور اہمیت

درد انگیز طریقے پر بیان کی ہے۔ مجموعہ ابیات کم و بیش دہ ہزار ہے۔

(۷) رباعیات رباعیوں کی تعداد ۱۱۰ ہے۔ ۹۶۲ھ میں قلمبند ہوئیں اسرار توحید اور خدا شناسی کے دریائے مکنون کا بیش بہا خزینہ ہے۔

(۸) شرح رباعیات عوارف المعارف۔ فصوص الحکم۔ نقد النصوص اور "لمعات" کے اعلٰے مضامین کا مختصر ترجمہ رباعیات میں اور پھر خود مصنف کی تشریح قابل داد ہے۔

(۹) دیوان صرفی رح دیوان میں مضامین۔ طرز ادا اور اسلوب بیان اعلٰے قسم کے ہیں۔ حقیقت شناسی۔ جوش ولولہ عشق و محبت۔ درد و بیخودی۔ خالص توحید۔ اور فنا و بقا کے جذبات سے یہ دیوان پُر ہے۔

(۱۰) مناقب خلفاء راشدین و اولیاء کاملین چک حکمرانوں کی متعصب روش نے زبانی تولا اور کھلی تبرا گوئی کو عام بنایا تھا۔ مرثیہ خوانی۔ معیار حقیقت سے گر گئی تھی۔ خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کبار رض کے نام گستاخ الفاظ کا استعمال اور تبرا گوئی ان مبتدعین کا شیوہ بن گیا تھا۔ حضرت صرفی رح نے اعتدال پسندی اور حقیقی محبت سے کام لیتے ہوئے جہاں اہل بیت کے مناقب لکھے وہاں خلفاء راشدین اور صحابہ کبار کے مناقب سے بھی اپنے کلام کو مزین فرمایا یہاں تک تو حضرت صرفی رح کے منظوم کلام کو شمار کیا گیا۔ اب ان کے کلام نثر کو بھی دیکھیے۔

(۱۱) شرح ثلاثیات امام بخاری رح امام بخاری رض نے اکثر ایسی حدیثیں

جمع کی ہیں۔ جن کے تبع تابعین اور صحابی میں سے حضرت رسول مقبولؐ تک صرف تین راوی ہوتے ہیں۔ ایسی حدیثوں کو ثلاثیات کہتے ہیں۔ ان حدیثوں کی بہترین شرح حضرت صرفی رح نے لکھکر ایک بڑی خدمت اسلام انجام دی۔

(۲) **شرح صحیح بخاری** محدثانہ اصولوں پر تنقید و تبصرہ کرتے ہوئے صحیح بخاری کی شرح بھی مولانا صرفی رح نے ایک خاص انداز میں لکھی ہے۔

(۳) **مناسک الحج** عربی میں حج بیت اللہ کے اور زیارت روضہ نبوی ؐ کے آداب مفصل بیان فرما کر ایک بڑی کتاب لکھی ہے۔

(۴) **حاشیہ توضیح و تلویح** علامہ سعد الدین تفتازانی کی اصول فقہ میں کتاب کا نام توضیح و تلویح ہے حضرت صرفی رح نے اس کی تشریح کرتے ہوئے ثابت کر دیا۔ کہ کلام اللہ احادیث نبوی ؐ اور اسرار شریعت کے حقایق کو بغیر اصول فقہ سمجھنا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ محال ہے۔ اس شرح کے لکھنے سے حضرت صرفی رح نے علم فقہ میں معتدبہ اضافہ کیا

(۵) **مطلب الطالبین فی تفسیر آیات المبین** یہ عربی تفسیر صوفیانہ رموز و نکات اور مفسرانہ اصول کا ایک بڑا خزینہ ہے۔

(۶) **شرح اربعین** صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث سے چالیس ایسی حدیثیں نکالی ہیں۔ جن میں حضرت شاہ ولایت رضؓ کے

فضائل بیان ہوئے ہیں۔ ہر ایک حدیث کا ترجمہ فارسی نظم میں بیان کیا گیا ہے۔
دوسرے چالیس حدیثوں میں اہل بیت کے فضائل بیان فرمائے ہیں
اُن کا بھی فارسی منظوم ترجمہ کیا۔

(۷) **روائح** تاریخ تصنیف ۹۶۶ھ۔ تصوف کے حقائق اور صوفیانہ نکات مشرح اور مفصل طور پر بیان کرتے ہوئے سمندر کو
کوزہ میں بھر دیا ہے۔

(۸) **کنز الجواہر اور ید بیضا** فنِ معمّا میں دو رسالے ہیں۔ اسمٰعیل قادر الکلام شعراء کو مات کر دیا ہے

(۹) اس کے علاوہ علامہ فیضی نے اپنی تفسیر بے نقط "سواطع الالہام"
کو جب ان کے سامنے اکبری دربار میں پیش کیا۔ تاکہ اُن پر اپنی عربی دانی کا
سکہ جمائے۔ تو حضرت صرفی رحمہ نے اس پر ایک طویل فصیح و بلیغ
بے نقط تقریظ لکھی۔ جو کہ عربی زباندانی کا بہترین نمونہ ہے۔ اور اس سے
فیضی اور ابو الفضل دونوں بھائی اُن کے علم و فضل مجتہدانہ طبیعت
نقادانہ قابلیت اور مفسرانہ جودت طبع کے قائل ہو کر ان کے مداح رہے

خلفائے حضرت صرفی رح

(۱) **میر محمد خلیفہ**۔ یہ اسمٰعیل میر کے فرزند رشید تھے۔ یعقوب چک نے ان کو
حضرت صرفی رح کے شہید کرنے کے لئے مامور کیا۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلے۔
تو حضرت صرفی رح کو اس کے ارادے کا کشف ہوا۔ وہ مراقبہ میں تھے۔ یہاں
تک کہ وہ اُن کے سامنے آپہنچا۔ انہوں نے مراقبہ سے سر مبارک اٹھایا
اور اس پر ایک جلال بھری نظر ڈالی۔ شمشیر اس کے ہاتھ سے گر گئی۔
اور خود بیہوش ہوا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو حضرت صرفی رحمہ نے فرمایا۔

کہ جس کام کیلئے تو آیا تھا۔ انہیں بندی کر۔ یہ سُنکر بہت عجز و انکسار کیساتھ آپ کے پاؤں پہ اپنا سر رکھدیا۔ اور توبہ کر کے آپکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ باضابطہ خلافت نامہ حاصل کیا۔ اور دو دگجن کے خانقاہ میں لوگوں کو راہِ حق دکھاتے رہے۔ سلطان ابدال خان والی پکھلی کے التماس پر آپ وہاں چلے گئے۔ اور لوگوں کو خدا کا راستہ دکھاتے رہے۔ چار ماہ محرم ۱۵ سنہ ھ میں آپ نے وفات پائی اور پکھلی میں مدفون ہیں۔

(۲) حاجی الحرمین حضرت شاہ قاسم حقانی رح

ان کے آباؤ اجداد میں سے میر شمس الدین شامی رح نے جناب امیر کبیر میر سید علی الھمدانی رض کے حضور میں اگر عقیدتمندی اور ارادت کے آداب بجا لائے۔ ان کے ساتھ کشمیر میں آئے محلہ گوجوارہ میں مقیم رہے۔ میر محمد اسمٰعیل شامی رح کے خلف الصدق شاہ قاسم حقانی رح کو جو کہ ابھی نوجوان ہی تھے ظاہری علوم و فنون کے اعلےٰ مدارج حاصل ہوئے۔ مولانا صرفی رح کے حضور میں آئے۔ اور خط ارشاد حاصل کیا۔ حضرت صرفی رح کے ساتھ ہی میر محمد خلیفہ شیخ فضل اللہ قادری شیخ محمد سلیم چشتی۔ خواجہ جمال الدین لوئنہ بیدی وغیرہ کے صحبت فیض اثر سے مستفید ہوئے۔ ۲۹۔ ذی الحجہ ۱۰۳۲ سنہ ھ آپ نے وفات پائی۔ اور محلہ زر پرستان میں دفن ہوئے۔

(۳) عارف باللہ خواجہ حبیب اللہ نوشہری رح

خواجہ شمس الدین نوشہری کے فرزند ارجمند تھے۔ ۹۶۲ سنہ ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا حسن آفاقی سے علوم و فضائل کا استفادہ کیا۔ پہلے میر محمد خلیفہ کے حضور میں زانوئے ادب تہہ کیا۔ اور اسکے بعد حضرت صرفی رح کی صحبت سے فیضیاب ہو کر خلافت نامہ حاصل کیا۔ شعر و سخندانی کا رنگ

آپ نے ایسا دکھلایا جس پر کہ ہمعصر بلغا اور فصحا داد تحسین دیتے تھے۔ راحت القلوب۔ رسالۃ الانصاف۔ مراۃ القلوب۔ تنبیہ القلوب۔ مقامات حضرت صرفی رح کے علاوہ آپ کا منظوم دیوان بھی یادگار ہے۔ انکے خلفائے خواجہ زین الدین علی دار ولی رح اخوند ملا شمس الدین رح۔ مولانا مہدی علی تخبوری رح خواجہ حبیب اللہ نوری رح۔ خواجہ یعقوب نوشہری رح بڑا امتیاز رکھتے ہیں۔ ۱۹ ماہ ذالحجہ ۱۰۲۷ھ آپ کے وفات کا دن تھا۔

(۴) **خواجہ محمد یوسف مانجو** یہ ایک متمول تجارت پیشہ خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ جوانی کے عالم میں ہی علمی فضائل حاصل کرنیکا اشتیاق حاصل ہوا۔ اور مولانا صرفی رح کی درگاہ تک پہنچے۔ خداشناسی کے آداب کا فیضان ان سے حاصل کیا۔ حرمین شریفین کی زیارت کا شرف پایا۔ بارہمولہ میں اپنے دولتخانہ کے صحن میں ہی ۱۰۱۱ھ میں انتقال فرما کر مدفون ہوئے۔

(۵) **خواجہ حاجی بانڈے** بانڈی خاندان کے اکثر افراد علم و عمل اور جاہ و جلال میں ممتاز تھے۔ چک خاندان کے آخری دور میں خواجہ حاجی بانڈے نے درباری کی حیثیت میں بڑی شہرت حاصل کی مولانا صرفی رح کے حضور میں آکر زانوئے ادب تہہ کیا۔ علوم ظاہری میں بے نظیر تھے۔ یہاں تک کہ فتوائے نویسی کے عہدے کیلئے منتخب ہوئے تھے جس وقت حضرت ایشان رح روساء و شرفا کشمیر کا وفد لیکر دربار اکبری میں جا رہے تھے تو راستہ میں خواجہ حاجی بانڈے جاگیر دار نے وفد کی دعوت بمقام شوانگس کی اور ہر ایک کی سواری کیلئے خاطر خواہ انتظام کیا۔ خواجہ حاجی بانڈے کے قبرستان کا بڑا احاطہ دالگری محلہ میں واقع ہے۔ جو کہ متصل زیارت گاہ

حضرت شیخ بہاء الدین گنج بخش رح کاشمیری واقع ہے۔

(۶) شیخ لال کاشمیری | حضرت صرفی رح کے مصاحب سفر و حضر میں رہے
احمد آباد گجرات میں ان کے ساتھ تھے۔

تو وہاں کے ناظر نے آپ کی مہمانداری اور خاطر تواضع کے آداب بجالا کر ایک دن ایک خاص مجلس منعقد کی۔ شیخ لال ذکر و اذکار سے متاثر ہو کر وجد کی حالت میں یاہو یاہو کر کے رحلت پا گئے۔ اور احمد آباد ہی میں دفن ہو گئے۔

(۷) مولانا حسن آفاقی | پرگنہ پھاکھر کے ایک گمنام گاؤں میں رہتے تھے
ظاہری علوم کامل طور پر حاصل کر کے میاں مانک شاہ

صاحب مجذوب کے ظاہری تحریک پر خواجہ حبیب اللہ نوشہری رح کے ساتھ میر محمد خلیفہ رح کے پاس آئے۔ اور ارادتمند کے دائرہ میں شامل ہوئے۔ بعدہ حضرت صرفی رح کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے۔

(۸) میر حمزہ کبریہ گی | مخدوم سید علاء الدین بخاری سادات کے بڑے مشہور اور عالم باعمل افراد میں سے تھے۔ انہی کے خاندان

سے میر حمزہ معرفت کا ایک سرچشمہ بن گئے۔ حضرت صرفی رح کے علاوہ میر محمد خلیفہ کے حلقہ میں بھی شامل رہے۔ حضرت صرفی رح کے حالات میں ایک بڑا تذکرہ تصنیف کیا۔ سنہ ۱۰۲۶ھ میں فوت ہوئے۔

(۹) خواجہ محمد یوسف ثانی ہانجو | یہ محلہ بچھوارہ میں سکونت رکھتے تھے۔
اور دنیوی ترقی میں بڑا شہرہ حاصل کیا

تھا۔ حضرت صرفی رح کے حضور میں آیا۔ اور اسرار معرفت سے معمور ہوا۔ اپنے گھر کے صحن جناب سید محمد قادری رح کے زیارت کے سامنے دفن کئے گئے ہیں۔

(۱۰) میر ابراہیم عاصمی | حضرت صرفی رح کے چھوٹے بھائی تھے۔ اپنے

محترم بھائی سے علمی اور عملی فضائل حاصل کر کے ان کی ارادت عقیدت کا دم بھرتے رہے۔

۱۱۔ ملّا حاجی محمد گنائی حضرت صرفی رح کے شاگرد رشید تھے۔ اور تصوّف و معرفت کا اکتساب بھی اپنے ہی استاد ارشد سے کیا۔ ایک خاص مدت کیلئے شاہی مدرسہ میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔

۱۲۔ میر کمال الدین عاصمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اپنے چھوٹے بھائی مولانا صرفی رح سے علمی فضیلتوں کا کافی سرمایہ حاصل کر لیا۔ درس و تدریس کے علاوہ لوگوں کو راہِ حق دکھاتے رہے۔

۱۳۔ شیخ لبیب گنائی اخوند ملّا شنگرف گنائی کے فرزند تھے۔ جناب مولانا صرفی رح کی درگاہ میں حاضر ہو کر علم و عرفان حاصل کیا۔ اور درس و تدریس اور رشد و ارشاد میں عمر بھر مصروف رہے۔

۱۴۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح اپنے والد موحّد خواجہ عبدالاحد سے سلوک اور تصوّف کے اجازت نامے باضابطہ حاصل کئے۔ مجددیہ سلسلہ کے موجد ہیں۔ جس وقت حضرت صرفی رح دوسری دفعہ زیارت حرمین شریفین سے واپس آ رہے تھے۔ سرہند میں ان سے ملاقات کی۔ اور طریقۂ سلسلہ کبرویہ کا ارشاد اور سندِ حدیث حضرت صرفی رح سے حاصل کر لئے۔

۱۵۔ میر محمد شریف عاصمی رح حضرت صرفی رح کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور ان کے ہی حلقہ ارادت میں شامل رہے۔

اس کے علاوہ شیخ موسیٰ زنگیر۔ شاہ نور وز عاصمی۔ شیخ بٹہ صوفی۔ قاضی صدر الدین جہا المذھری۔ شیخ عبد العزیز دہلوی۔ خواجہ فیروز۔ بابا شنگرف۔ خواجہ رجب۔ مولانا محمد امین لاری۔ خواجہ محمد کاکا شیخ محمود عاشق۔ شیخ احمد جندی۔ خواجہ محمد مراد۔ مولانا محمد سیالکوٹی درویش محمد کشمیری۔ خواجہ محمد تاج الدین۔ جیسی ہستیاں مولانا صرفی رح کی خدمت میں رہ کر روحانی تعلیمات کے فیوض سے بہرہ ور ہو کر باضابطہ اجازت نامے اور ارشاد نامے حاصل کر گئے ہیں۔

ہمعصر بزرگان دین

سنہ ۹۲۸ھ سے لیکر سنہ ۹۹۴ھ تک کشمیر ملکی انقلابات صدمات اور خلفشار کا آماجگاہ رہا۔ چکوں کی عملداری سنہ ۹۹۴ھ تک ابر جائز رہی۔ بزرگان دین۔ اولیاء علما۔ سادات رشد وارشاد۔ اور عرفان کی شاہراہ پر باوجود پر آشوب زمانہ کے گامزن رہے۔ حضرت صرفی رح کے زمانہ میں جناب بابا فتح اللہ کاشمیری رح۔ مولانا میر رضی الدین رح صدر المدرس۔ حافظ بصیر خندہ بوئی رح۔ میر ابراہیم قاضی رح۔ قاضی میر موسیٰ شہید رح ملا محمد آفی رح۔ سید احمد کرمانی رح۔ قاضی حبیب اللہ خطیب جامع مسجد رح۔ اخوند ملا فیروز گنائی رح۔ مفتی محمد الیاس رح۔ اخوند ملا جوہر ناتھ رح۔ حضرت سلطان العارفین محبوب العالم شیخ حمزہ مخدوم رح۔ میر میرک اندرابی رح۔ بابا ہردی ریشی رح ملا شمس الدین پال رح۔ حاجی احمد قاری رح۔ میر اسماعیل شامی رح۔ شیخ بابا داؤد خاکی رح خواجہ محمد طاہر رفیق اشائی رح۔ شیخ مکہ بابا علی والی رح۔ بابا مسعود سہروردی رح میر مبارک خان بیہقی رح۔ جیسی ہستیاں اسی پر آشوب زمانے کی بہترین یادگاریں ہیں۔

جہاں آج مولانا صرفی رح کی زیارتگاہ واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے

جہاں کہ مولانا صرفی رح کے آباواجداد کے تعمیرات اور زمینات موجود تھے میر محمد عاصمی اور دیگر خاندانی افراد بھی وہیں پر سکونت رکھتے تھے۔ حضرت صرفی رح نے حین حیات میں ہی ایک خانقاہ کی تعمیر یہاں پر کروائی تھی۔ جس میں کہ خود ایک کوٹھڑی میں اور دو اور کوٹھڑیوں میں حضرت شاہ قاسم حقانی اور خواجہ حبیب اللہ نوشہری عبادت معبود میں مصروف رہتے تھے۔ میر محمد عاصمی نے حضرت صرفی رح کو اسی موروثی زمین میں دفن کیا اور ایک محدود صحنہ بحیثیت مقبرہ بھی خانقاہ کے ساتھ ساتھ ہی تعمیر کیا۔ اس خانقاہ اور مقبرہ کی مرمت سکھاشاہی دور تک جاگیرات کی آمدنی سے اور بعد میں اہالی محلہ اور عقیدتمند خدام کے زرچندہ سے ہوتی رہی۔ مولانا صرفی رح کی اہلیہ محترمہ نے اپنے تمام زیورات کو فروخت کرکے خانقاہ کی مرمت کی۔

جناب شیخ شاہ عبدالوہاب لفری نے بھی جو کہ حضرت صرفی رح کے خاندان سے تھے۔ اس خانقاہ کی ترمیم کے فرائض انجام دئے۔ اور اس کی تولیت اور سجادہ نشینی ان کے خاندان میں متوارث رہی۔ ۱۲ ماہ ذی قعدہ (تاریخ عرس مبارک صرفی رح) اور ۴ ماہ شعبان (تاریخ عرس مبارک حضرت امام اعظم رح) کے موقعوں پر اس خانقاہ میں صاحبان نسبت اور عقیدتمندوں کا مجموعہ رہا کرتا تھا۔ اور تلاوت قرآن و ختم خوانی باقاعدہ ہوا کرتی تھی۔ لیکن حاجی عبدالسلام قلندر کی تحریص و ترغیب سے مولود خوانی بھی پورے اثرات کے ساتھ شروع ہونے لگی سجادہ نشینان زیارت حضرت صرفی رح کے لئے جو کہ نہ صرف نسباً حضرت صرفی رح کے وابستہ ہیں بلکہ خلافت ، عقیدت ، ارادت ، اور رشد و ہدایت کے مورد حضرت صرفی رح اور ان کے خلفائے کرام سے ہوئے ہیں۔ ۱۲ ذیقعدہ روز عید اور شب برات کا درجہ رکھتا ہے۔ انہی مجالس و محافل سے عوام الناس فیض باطنی اور علوم

ظاہری سے مستفید ہوتے رہے۔ اور انہی فیوض و برکات سے کشمیر کا خطہ امن و امان کا منبع اور سرچشمہ رہا۔ بعض کور چشم رسالہ نولیسوں نے اور خاصکر حیات صرفی رح کے مؤلف نے صرف اس امر کا تہیہ کر لیا ہے۔ کہ بزرگوں کی اولاد و احفاد کو گمنامی کا رنگ دے کر اراجیف اور ارذل طبقہ سوسائٹی کو سیادت اور شیوخت کی سندیں دیں۔ لیکن جہاں تاریخ موجود ہو۔ اُن کی طاغوتی۔ چالبازیاں کام نہیں کر سکتیں۔ یہ بات سہل ہے۔ کہ آدمی اپنے آپکو علامہ مؤرخ اور فقیہ جتا کر باوجود علمی و عملی تہی کے جہل مرکب کا حامل قرار دے۔ لیکن سچائی چھپ نہیں سکتی۔ بقول ٹرائی کے اصول یہ ہے

کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

سحر سامری یعنی جادو ہی سہی۔ اور اثر ہے کلیم الٰہی دب نہیں سکتی۔ آفتاب پر تھوکنے سے اپنا منہ خراب ہوتا ہے۔ کیونکہ

چراغے را کہ ایزد بر فروزد ۔۔۔ ہر آنکو تُف زند ریشش بسوزد

سجادہ نشینان مزارات حضرات اولیاء کرام اور صوفیاء عظام اپنا قدیم کام یعنی رشد و ارشاد اور اشاعت و تبلیغ اسلام کرتے رہتے ہیں۔ اگر کسی کی چشم بصیرت اندھی ہو۔ تو اس کا کیا علاج ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسوقت کے سجادہ نشین زیارت صرفی رح اپنا سلسلہ پیری مریدی اور تبلیغ اشاعت اسلام ان مقامات میں انجام دیتے ہیں۔ جہاں کہ ان کور چشموں اور سیاہ رویوں کا گذر بھی نہیں ہوتا۔ اور ان سے بہت لوگ علم و عرفان سے بہرہ اندوز

ہوئے اور ہوتے ہیں ۔ اُن کے خاندان کے بارے میں چند سطور بطور اختصار قلمبند کرنا میرا ایک اہم فریضہ ہے ۔ کیونکہ میں بھی اسی خاندان کے ریزہ چینوں میں سے ہوں ۔ سطور بالا میں لکھا گیا ہے ۔ کہ حضرت صرفی رح کے جوانمرگ فرزند حضرت محمد یوسف عاصمی سے صرف ایک صلبیہ یادگار رہی ۔ جو کہ حضرت میر احمد اسحاق کے عقد میں آئی ۔ میر احمد اسحاق بن محمد شریف عاصمی برادرِ اصغر حضرت صرفی رح کے فرزند ارجمند تھے ۔ اُن کے فرزند میر محمد اسمٰعیل خنکو نور اللہ کے لقب سے ملقب کیا گیا تھا ۔ ساری عمر کیلئے لوگوں کو راہِ حق دکھاتے رہتے تھے ۔ اُن کے خلیفہ اور فرزند میر محمد شریف الدین تھے ۔ اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے جانشین اُن کے فرزند میر رشید الدین ہوئے ۔ اُنکے بعد اُن کے فرزند شیخ فخر الدین ابو الفضل حضرت شاہ عبدالوہاب نوری خلیفہ اور جانشین و متولی خانقاہ زیارتگاہ حضرت صرفی رح ہوئے ۔ حضرت نوری جناب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ اکمل الدین مرزا محمد کامل بیگ خان بدخشی کے خلیفہ خاص اور تربیت یافتہ تھے ۔ جو کہ خلیفہ منبع الاسرار عارف باللہ حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار رح تھے ۔ جو خلیفہ حضرت خواجہ یعقوب رح ۔ جو کہ خلیفہ حضرت شاہ قاسم حقانی رح اور خلیفہ خاص حضرت صرفی رح تھے ۔ علم و فضل میں یگانہ روزگار اور سلوک و تصوف میں بے نظیر تھے ۔ صاحب تصنیفات بھی تھے ۔ چنانچہ فتحات کبرویہ تذکرہ صلحا و سادات اعظام میں عین العرفان ، تقلید بحر العرفان مصنفہ حضرت شیخ اکمل الدین تصوف میں اور قواعد عشرہ سلوک میں ان کی یادگار ہیں ۔ حضرت نوری سے ہزاروں لوگوں کو فیض عرفان حاصل ہوا ۔ چنانچہ کمال الدین

محمد اسلم ٹوپیگر و صدیقی اور شیخ محی الدین مہدی پانڈانی اور سادات و علما و فضلا شہر کا ایک انبوہِ کثیر ان کے ذاتِ بابرکات سے مستفید و مستفیض ہوا۔
اسوقت بھی اُنکی اولاد و احفاد میں درگاہ حضرت صرفی رح کی سجادہ نشینی اور تولیت و خلافت بدستور جاری و ساری ہے۔ واقعہ میں جنابِ رسول مقبول ص جناب حضرت غوث اعظم رض نے حضرت شیخ عبدالوہاب کو نوری کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اسی سبب سے اس خاندان کا نام ہی نوری پڑ گیا ہے۔
آجکل کے زمانے میں بعض اعمی اور بے بصیرت جاہلوں نے اپنے ناموں کے ساتھ "نوری" کا التزام کرنا اپنا وتیرہ بنایا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتے۔ کہ وہ اپنے حسب و نسب پر یہ الفاظ بڑھا دینے سے ایک ناقابلِ حک دھبہ ڈالتے ہیں کیونکہ جس خاندان سے وہ نہیں۔ اُسی کا نام مستعار لینا ایک قابلِ شرم و ندامت امر ہے۔ حضرت نوری کے گیارہ فرزند تھے۔ ان کی عمر اکانوے سال تھی۔ گیارہ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۸۶ھ کو ان کی روح عرش پرواز ہوئی۔ تاریخ وفات یہ ہے

رہبرِ محترم ۱۰۹۵ شدش میلاد ۹۱ کامل آمد بعمر در افراد
شدہ سالِ وصالِ او در سنین "شیخ عبدالوہاب اکمل دین"

سنہ ۱۰۸۶ھ

جوارِ زیارتگاہ حضرت صرفی رح متصل زینہ کدل میں جو کہ محلہ ایشان صاحب رحمۃ سے مشہور ہے مدفون ہوئے۔
ان کے جانشین شاہ فضل اللہ نوری جو کہ اُن کے فرزند ارجمند اور خلیفہ تھے متولی زیارتگاہ و خانقاہ حضرت صرفی رح ہوئے۔ سنہ ۱۰۲۷ھ میں تولد ہوئے کامل السنہ خطاب پایا۔ علوم ظاہری و باطنی ملا محمد مقیم اور سید بابر خان رحمۃ اور حضرت شیخ نعمت اللہ کلو خلیفہ اول حضرت میرزا اکمل الدین بیگخان بدخشی سے

حاصل کئے۔ خطِ ارشاد والدِ ماجد سے پایا۔ حافظ و قاری قرآن تھے ساری عمر لوگوں کو راہِ خدا دکھاتے رہے۔ اکانوے ۹۱ سال کی عمر میں دہم ماہِ صفر ۱۲۱۷ھ شبِ جمعہ میں وفات پائی۔ اور جوار مزار پُر انوار حضرت نوری میں دفن کئے گئے۔

"یافتم پُر کمال فضلِ وہاب" ۱۲۱۷ھ

شاہ عبدالوہاب نوری کے دوسرے فرزند حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ نوری قاری و حافظِ قرآن مجید تھے۔ ۱۹ ماہ شعبان ۱۲۱۶ھ کو لاولد فوت ہوئے۔ اور اپنے آبائے کرام کے مزار میں مدفون ہوئے۔

بسکہ در اتباعِ سنّت بُد غیور ــــ سالِ فوتش زان بر آمد "شُد غیور"

۱۲۱۶ھ

شاہ اسد اللہ نوری فرزند و خلیفہ شاہ فضل اللہ نوری

ورع و تقویٰ اور مجاہدات و ریاضات میں ممتاز تھے۔ ۱۱۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور علومِ دینی اور تصوف کا اکتساب اپنے والدِ ماجد اور حضرت مخدوم محمد نور قریشی سے کیا۔ بیعت اپنے پردادا حضرت شیخ عبدالوہاب نوری کے دستِ حق پرست پر کی۔ اور اپنے آبائے کرام کے مسندِ ارشاد اور سجادہ پر متمکن ہو کر لوگوں کو سلوک راہِ حق کی تعلیم و تلقین کرتے ہوئے تولیت خانقاہ حضرت صرفی رح کے وظائف انجام دیتے رہے۔ حافظ مصحف الٰہی تھے۔ ۷۷ سال کی عمر میں پچیسویں ۲۵ تاریخ ماہِ صیام ۱۲۳۷ھ کو شبِ جمعہ کے نمازِ عشاء کی وتر کی تیسری رکعت کے قعدہ میں جان بحق تسلیم فرمایا۔ اور جناب نوری کے مقبرہ میں آسودہ ہوئے۔

سر کشید از بندِ عالم عقل گفت ــــ "اکمل الدین شیخ اسد اللہ بود"

۱۲۳۷ھ

شاہ عظیم الدین شاہ اسد اللہ نوری کے فرزند ۱۱۹۴ھ میں تولد ہوئے علوم ظاہری قاضی جمال الدین عالیکدلی اور مولانا محمد رفیق آخون زادہ سے حاصل کیئے۔ والد بزرگوار سے سلوک اور راہِ حق کی تعلیم و تلقین حاصل کی آپ کو ہی ۱۶ سالہ کی عمر میں اپنے والد بزرگوار نے خطِ ارشاد عنایت فرماکر اپنے سجادہ پر بٹھایا۔ حافظ وجود مصحف عزیز تھے۔ ۶۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۲۱ محرم بروزِ جمعہ سال ۱۲۵۸ھ میں سرائے فانی سے دارباقی کیطرف رحلت فرماگئے۔ اور مقبرۂ نوری میں مدفون ہوئے۔ (پیر صاحب منارہ بلی)

چون زدنیا پاکشیدہ ہاتفی گفت تاریخش لہٗ اجر عظیم

۱۲۵۸ھ

(میر سعید صاحب اندرابی)

ایضاً

چون برون سراز جہان برھپئے تاریخ سال

قیل لی فی تاریخہ۔ "اِنَّ لہٗ فوزٌ عظیم"

۱۲۵۸ھ

(پیر مصطفےٰ صاحب رفیقی)

ایضاً

شاہ عظیم الدین براہ اخروی رفت سالش گو "عظیم کبروی"

۱۲۵۸ھ

ان کے دو فرزند شاہ محی الدین اور شاہ نظام الدین تھے۔ شاہ نظام الدین علوم ظاہری و باطنی میں سرآمد روزگار تھے۔ لیکن ۱۲۹۰ھ ۱۰ ربیع الاول کو لاولد فوت ہوئے۔

(محمد شاہ صاحب قدیمی)

تیر برلوح مہ سیم سرشت سال او "احفظ قرا" بنوشت

۱۲۹۰ھ

شاہ محی الدین فرزند ارجمند و خلیفہ شاہ عظیم الدین نوری تھے ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۲۰ھ کو عالمِ وجود میں آئے۔ سن تمیز پر پہنچکر علوم معقول و

منقول علامہ میر سید سعید اندرابی اور علم تصوف قاضی حبیب اللہ صاحب عالیکدلی اور علم قرات حضرت شیخت پناہ حقایق آگاہ شیخ احمد تارہ بلی جو کہ حضرت صرفی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے خاندان سے ہیں۔ حاصل کئے۔ اور سلوک میں اپنے والد ماجد سے بیعت کی۔ حافظ کلام اللہ تھے۔ ۵۳ سال سجادہ نشینی اور خانقاہ صرفی رح کی تولیت میں مصروف اور لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف کشش کرتے رہے۔ شاہ محی الدین ۷۳ سال کی عمر میں بتاریخ ۲۹ رجب ۱۳۱۱ھ کو وفات پائے۔ اور اپنے آبائے کرام کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

(خواجہ سید سعد الدین نقشبندی)

زاد خورشید حسنؔ دین جو زیست	رحلتش شیخ ہادیٔ فقراء
سنہ ۱۲۳۸ھ ۷۳	سنہ ۱۳۱۱ھ

ایضاً ولہ

آں شیخ زمانہ محی الدین از ہمہ بہ	در جنتِ عدن گشت زینت دِہ
روز و مہ و سال گفتم از روی ادب	از ماہ رجب بست و نہم یوم سہ شنبہ
	سنہ ۱۳۱۱

ایضاً

(عاشق نرالی)

چراغ مزین	چراغ زمین	عظیم الکریم	نیز سر العظیم
سنہ ۱۳۱۱ھ	سنہ ۱۳۱۱ھ	سنہ ۱۳۱۱ھ	سنہ ۱۳۱۱ھ

اُن کا جانشین اور فرزند رشید شاہ محمد علی نوری اُن کی جگہ سجادہ نشین ہوا۔ سنہ ۱۲۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت "بلند اختر" سے نکلتی ہے۔ درسِ قرآنِ کریم سید احمد جعفری سے حاصل کی۔ اور اپنے جد کے فیض و برکات سے صرف ۴۰ دن میں حفظ قرآن کیا۔ علوم ظاہری وغیرہ مولوی حسن شاہ صاحب تقی و شیخ الاسلام مولوی عزیز الدین صاحب و مفتی اعظم

اور مولانا مولوی محمد مقبول صاحب مفتی خانقاہی اور مولوی محمد شاہ صاحب قدیمی سے حاصل کئے۔ سلوک کے منازل کی تعلیم اپنے والد ماجد سے ہی اخذ کر کے لوگوں کو فیضیاب اور بہرہ اندوز کرنے لگے۔ قاضی پیر قمر الدین صاحب ناره بلی اور درویش عبد الرحیم مفتی وفائی سید حیدر اندرابی گیر وسے بھی اخذ فیوضات کیا۔ ۴۲ سال سجادہ نشینی اور تولیت خانقاہ صرفی رح کے فرایض انجام دیتے رہے۔ اور ساتھ ہی زیارات خلفائے حضرت ایشان اور زیارت حضرت خواجہ حبیب اللہ عطار رح و زیارت حضرت میرزا اکمل الدین کامل بیگخان بدخشی رح پر ایام عرایس میں بعد اختتام ختمات و تلاوت قرآن مجید اپنے آباد اجداد کے طریقہ پر بے مثل فاتحہ خوانی کا کام بھی انجام دیتے رہے۔ ۶۶ سال کی عمر میں بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ میں رحلت کر گئے۔ اور اپنے آبائی مقبرہ میں مدفون ہوئے ۔

یا دل پاک گفت ملہم غیب
رضی اللہ عن علی ولی
۱۳۵۳ھ (صاحبزادہ میاں احمد صاحب)

ایضاً

(درویش قادری)

حقایق نشان شاہ عبد العلی
بعرفان شیوخ زمان را دلیل
شد از دہر در صوم افطار کرد
بجام بقا بر لب سلسبیل
بخوان نادری بہر تاریخ او
علی عظیم علیم جلیل
۱۳۵۳ھ

از خواجہ سید سعد الدین صاحب نقشبندی مرحوم

"غلام علی" و "سلیمہ" دو ہم ۱۲۸۷ھ
بزاد و "بدین" ۶۶ زیست اندر جہان
چو رفت از جہان "با ضمیر منیر" ۱۳۵۳
خرد یافت سال وصالش ازان

غلام محی الدین نوری اُن کے فرزند اکبر نے اپنے والد ماجد پیر علی شاہ صاحب نوری کی وفات پر سجادہ نشینی اور پیر مریدی کے فرائض باحسن وجوہ انجام دینے شروع کئے۔ اور اس وقت بھی دیتے رہتے ہیں۔ خداوند کریم ان کے فیوض رشد و ارشاد سے عامۃ المسلمین کو متمتع کرے آمین

اِس رسالہ کی تدوین میں مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کر کے ان سے استفادہ کیا گیا ہے۔

(۱) مقاماتِ حضرت ایشان رح از خواجہ حبیب اللہ صاحب نوشہری رح
(۲) مقاماتِ حضرت ایشان رح از میر حمزہ کریری رح
(۳) فتحاتُ الکبرویہ از حضرت شیخ عبد الوہاب نوری رح
(۴) تاریخ کشمیر از خواجہ اعظم دیدہ مری رح
(۵) تحقیقاتِ امیری از خواجہ امیر الدین صاحب پکھلیوال رح
(۶) تحفۃ الکلیہ مؤلفہ مولوی حافظ محمد حسن صاحب امام مسجد زین العابدین رح
(۷) تحائف الابرار تاریخ کبیر کشمیر مصنفہ حاجی محی الدین مسکین۔
(۸) تاریخ کشمیر از بابا خلیل خان مرجان پوری۔
(۹) "کشمیر" ہر دو جلد مصنفہ ڈاکٹر صوفی غلام محی الدین۔
(۱۰) منتخب التواریخ از ملا عبد القادر بدایونی۔

علاوہ اس کے مندرجہ ذیل کتب سے بھی امداد لی گئی۔ (۱) روضۃ الابرار (۲) گلشن کشمیر (۳) دبیز التواریخ (۴) واقعات کشمیر۔ اگر یہ کتابیں میسر نہ ہوتیں۔ تو مجھ جیسے بے بساط کیلئے قلم اٹھانے کی جرأت کرنا ناممکن ہوتا۔

وباللہ التوفیق۔ محمد طیب صدیقی عفی عنہ

منقبت عالیجناب قطب الاقطاب جامع الکمالات صوری و معنوی

حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی رح

از خواجه حبیب الله نوشهری رح

بیا حبی مگو دیگر فسانه — بگو اوصاف آن پیر یگانه
شهنشاهی بملک مرشدی کیست — ازو نام و نشانی هم بگو چیست
زهی پیری که ایزد راست محبوب — بود نام شریفش شاه یعقوب
همایون سایه در قاف کمال است — کسی محرم در ظلش محال است
ازان ورد زبان شد مدظله — وزان مهر لسان شد مدظله
بود مولد بوی در شهر کشمیر — شد از کشمیر ظاهر بادهٔ کشمیر
بلی از وی رواج کیش میراست — بفرق وی چو تاج کیش میراست
باوج رهبری چون آفتاب است — ببرج رهروی چون ماهتاب است
درون کوفهٔ علم است اعظم — زهی دانشوران عالم اعلم
ببغداد عمل بی شک جنید است — اگرچه غافل از وی عمرو زید است
در احیای دل مرده مسیحا — ید بیضا در ارشادش چو موسی
عجب قطبی که بر روی زمین است — بقطب آسمان زینت ازین است
شمار دیده‌ها گر هست انجم — بهر دیده بود آن شاه مردم
عجب کوه وقاری آمد آن شاه — که کوه قاف پیش وی بود کاه
به بستان ولایت گلشنی زدست — بچشمان سعادت روشنی زدست

زہے بحر فیوض بیکرانہ — بہر خانہ زفیضش صد فسانہ

بود منکر ازین افسانہ در خواب — بچشم مخلص آن افسانہ چون آب

اگر فضلش ندیدہ چشم غافل — چہ عیب مہر ازان خفاش حاصل

ولا لشنوز من ہم بے تکلف — کرا جز شے درین دوران تصرف

درین عالم کرا جز اعتدالش — نہ غالب بر جمال او جلالش

جمالش یغنتے بہر دل و جان — جلالش زحمتے بر نفس و شیطان

جمال آن جمیل آمد صفا بخش — جلال آن جلیل آمد فنا بخش

کند از یک نگاہے سگ چو مردم — بلے از دل سگے سگ میکند گم

الٰہی کاش میبودم سگ او — ہمیشہ بودمے تا در تگ او

بفرمائش شوم اندر تگ او — نگردانم ز فرمائش گہے رو

اگر یا شد مرا توفیق باری — دگر یکسر بدمر ا تقدیر یاری

بحکم نفس خود ہرگز اطاعت — نہ در طاعت کنم نے در عبادت

مرید نفس خود بودن نکو نیست — مراد نفس بنمودن نکو نیست

بود مہرے درون امر پیران
بود زہرے درامر نفس شیطان

نوٹ:۔ عرس مبارک حضرت امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۲ شعبان کو مولانا صرفی رح خود اپنے خانقاہ میں منایا کرتے تھے۔ اور الی الآن حسب دستور سالانہ منایا جاتا ہے۔ (نوری)

خوشخبری

ہمارے پاس وراثتاً حضرت جامع الکمالات مولانا صرفی رح کے اکثر تصنیفات موجود ہیں۔ اور اُن کے علاوہ وہ تبرکات بھی موجود ہیں۔ جو کہ آپ نے سفر میں حاصل کئے ہیں۔

شائقین کرام جب کبھی چاہیں۔ زیارت تبرکات و تصنیفات سے محظوظ ہو سکتے ہیں۔

تفصیلِ تبرکات

(۱) جبہ شریف حضرت امام العالم امام اعظم رضی اللہ عنہ

(۲) موئے مبارک حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

(۳) کلاہِ مبارک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ

(۴) کلاہِ مبارک حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رضی اللہ عنہ

(۵) کمربند شریف حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ

(۶) عمامہ و کلاہِ مبارک حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی رحمۃ اللہ علیہ

خادم سجادہ حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی رح

غلام محی الدین نوری